اسلام کی حالت میں"

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۔ (النساء:۱)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورت (دنیا میں) پھیلا دیے۔ اللہ سے ڈرو جس کے ذریعے تم آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتے داری کا خیال رکھو۔ بے شک اللہ تعالی تم پر نگراں اور خبر دار ہے"

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۔ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۔ (الاحزاب:۱۷)

" مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی درست بات کہو (ایسا کرو گے تو) اللہ تعالی تمہارے اعمال کی اصلاح فرمائے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کی بلاشبہ اس نے بڑی کامیابی حاصل کی"

ان آیات میں پانچ اہم بنیادوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، جن پر اسلامی معاشرہ قائم ہوتا ہے:

۱ تقوی: تعلق باللہ اور آخرت کی باز پرس کے خوف سے دل میں ایسی کیفیت کا پیدا ہوجانا جس سے بدی سے شدید نفرت اور نیکی کے لیے انتہائی لگن اور تڑپ پیدا ہوجائے تقوی ہے۔ در اصل یہی تقوی مرد اور عورت دونوں کو انصاف، دیانت اور حسن سلوک پر ابھارتا ہے اور ظلم، خیانت اور بد سلوکی سے باز رکھتا ہے۔

۲ اسلام: زندگی کے تمام انفرادی و اجتماعی معاملات میں انسان اپنے آپ کو غیر مشروط طور پر خدا کے حوالے کردے اور ہر کام میں اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کردے۔

۳ رشتہ داری کا لحاظ: قرابت داروں کے حقوق کی نگہداشت اور ان سے اچھا برتاؤ رکھا جائے اور تمام ذمہ داریوں کو سنبھالا جائے جو قرابت کی بنا پر عائد ہوتی ہیں۔

۴ قول سدید: ہر وہ بات اور قول و قرار جس کی بنیاد راستی اور دیانت پر ہو۔ نکاح کے موقعے پر اس آیت کی تلاوت میں یہ حکمت ہے کہ مرد اور عورت ایجاب و قبول کے وقت اپنے فرائض اور

ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس کریں۔

• تمام دنیا کے باشندے ایک باپ اور ایک ماں کی اولاد ہیں: اس حقیقت کے بیان میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ رشتہ کرتے وقت کنبہ، برادری اور قومیت کا سوال نہ اٹھایا جائے۔ تمام انسان ایک ہی کنبہ کے افراد ہیں۔ اس معاملہ میں انتخاب اور ترجیح کا معیار صرف تقوی اور نیکی ہے۔

مذکورہ بالا اصول کی حفاظت اور پابندی سے ہی نکاح کے بنیادی اور اہم مقاصد حاصل ہوسکتے ہیں۔

نکاح کے مقاصد :

۱۔ اسلام میں نکاح کا اہم ترین مقصد یہ ہے کہ مرد و عورت دونوں کی عصمت و عفت ہر قسم کی بے حیائی اور بد اخلاقی کے جراثیم سے محفوظ ہوجائے۔ قرآن حکیم میں شادی شدہ مرد کو محصن اور شادی شدہ عورت کو محصنہ کہا گیا ہے۔ محصن۔ حصن سے بنا ہے، جس کے معنی قلعے کے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ مرد نکاح کے ذریعہ عصمت کی حفاظت کے لیے قلعہ تعمیر کرتا ہے اور عورت اپنی آبرو کے لیے اس میں پناہ لیتی ہے۔ نکاح سے اگر یہ مقصد حاصل نہ ہو تو پھر اس بندھن کا ٹوٹ جانا ہی دونوں کے لیے بہتر ہے۔

۲۔ مرد اور عورت کے درمیان محبت و الفت اور سکون و اطمینان کی خوش گوار فضا پیدا ہو اور جب مرد معاشی الجھنوں اور کاروباری ہنگاموں سے فارغ ہو کر لوٹے تو ایک گوشہ سکون و عافیت میسر آسکے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہے :

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً (الروم: ۲۱)

"خدا کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تم ہی میں سے تمہارے لیے جوڑے بنائے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرسکو اور تمہارے درمیان الفت و محبت ڈال دی"

لیکن اگر کوئی گھر امن و راحت اور محبت و الفت کی جنت بننے کے بجائے بے اعتمادی، بغض، عناد، جنگ و جدل کا جہنم بن جائے تو پھر اسلام مرد کو "طلاق" کا اختیار اور عورت کو "خلع" کا حق دے کر اس قسم کے نکاح کی بیڑیوں کو توڑ دینے کا حکم دیتا ہے۔ ان مقاصد کے تعین کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم نے مرد اور عورت کے حقوق اور ذمے داریوں پر روشنی ڈالی ہے۔

فضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر الکواکب (سنن ابوداود و ترمذی)

مرد کی ذمہ داریاں:

مہر عورت کا حق ہے۔ جس کا ادا کرنا مرد پر لازم ہے وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (النساء: ۴) یعنی عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے ادا کرو۔ مہر اتنا ہی مقرر کرنا چاہیے کہ جس کو ادا کرنے کی شوہر استطاعت رکھتا ہے یعنی وہ اسے آسانی کے ساتھ ادا کرسکے اور کوشش یہ ہونی چاہیے کہ شوہر نکاح ہی کے وقت مقررہ مہر ادا کردے۔ گو تعجیل شرعاً لازم نہیں ہے بلکہ فقہاء کرام کے نزدیک تاجیل بھی جائز ہے۔ لیکن مہر کے موجل ہونے کی صورت میں مقررہ اجل یعنی مدت پر ادا کرنا لازم ہے اور اگر کوئی مدت مقرر نہ کی گئی ہو جیسا کہ عام طور پر رواج ہے تو پھر طلاق کے وقت یا احد الزوجین کی وفات کے وقت مہر کی ادائی شرعاً ضروری ہے۔ مہر کی ادائی یا صدق دل اور اپنی مرضی سے عورت کے معاف کرنے کے بغیر شوہر اس دین سے ہرگز بری الذمہ نہیں ہوسکتا۔ عورت پر کسی قسم کا دباؤ ڈال کر مہر معاف کرانے اور معاف کرنے سے مہر ساقط نہیں ہوتا۔ برادری کے رسم رواج یا اپنی بڑائی اور شان داری ظاہر کرنے کے لیے یا اس خیال سے کہ شوہر بیوی کو طلاق نہ دے شوہر کی حیثیت و استطاعت سے زیادہ مہر مقرر کرنا اور شوہر کا اپنی استطاعت سے باہر مہر کے تقرر کو تسلیم کرلینا کہ جتنا چاہو مقرر کرلو دینا تو ہے نہیں شرعاً ہرگز جائز نہیں ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو جو مہر نہ دینے کی نیت کے ساتھ کسی عورت سے نکاح کرے۔ اس کو زانی کہا ہے۔

من تزوج امراہ بصداق ینوی ان لا یودیہ فھو زان ومن ادان دینا ینوی ان لا یقضیہ فھو سارق (مجمع الزوائد للحافظ الھیثمی الجزء الرابع ص ۱۳۱)

مہر کی چند قسمیں ہیں۔ معجل۔ موجل۔ مطلق۔ کچھ معجل کچھ موجل۔ کچھ معجل۔ کچھ مطلق۔ کچھ موجل کچھ مطلق۔ کچھ موجل۔ کچھ معجل۔ کچھ مطلق

مہر معجل: وہ مہر ہے جو خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو۔

مہر موجل: وہ مہر ہے جس کی ادائی کی میعاد مقرر ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اس کی میعاد معلوم ہو اور دوسری نامعلوم۔ پہلی صورت میں میعاد کے پورے ہونے پر عورت مہر کا مطالبہ کرے کیوں کہ میعاد پوری ہونے پر یہ معجل ہوجاتا ہے۔ دوسری صورت میں فوراً واجب ہوجاتا ہے۔ لیکن ہندستان کے رواج کے موافق موت یا طلاق کا وقت سمجھا جاتا ہے۔

ایک عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ چاند کی فضیلت دوسرے تمام ستاروں پر (سنن ابوداود و ترمذی)

مہر مطلق: وہ مہر ہے جس میں معجل یا موجل کی تفصیل نہ ہو ۔ اس کو غیر مصرح بھی کہتے ہیں۔ اس میں خاندانی رسم رواج اور ملک کے عرف کا لحاظ ہوتا ہے۔ جس قدر وہاں موجل یا معجل سمجھا جاتا ہو وہی سمجھا جائے گا (عالمگیری)

۲۔ نان و نفقہ: اسلام نے تقسیم کار کے اصول پر مرد اور عورت کا دائرہ عمل الگ الگ کر دیا ہے۔ عورت کا فرض ہے کہ وہ گھر میں رہتے ہوئے اولاد کی سیرت سازی کے کام پورے کرے اور سکون قلب و یک سوئی کے ساتھ اندرون خانہ کے جملہ امور (امور خانہ داری) انجام دے اور مرد کا فرض ہے کہ وہ معاشی ذمہ داریوں کا بار اپنے کندھوں پر اٹھائے۔ لیکن نان و نفقہ کی مقدار کا فیصلہ عورت کی خواہش پر نہیں بلکہ مرد کی حیثیت و استطاعت کے مطابق ہونا چاہیے ۔

۳۔ انصاف اور حسن معاشرت: عورتوں سے انصاف برتنے اور حسن سلوک سے پیش آنے کی تاکید قرآن و سنت میں نہایت شدت سے کی گئی ہے ۔

(الف) وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (النساء:۱۹)

اور ان سے اچھا برتاؤ رکھو۔

(ب) وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (البقرہ:۲۲۸)

عورتوں کے حقوق مردوں پر ایسے ہی ہیں جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں ۔ دستور کے مطابق اور مردوں کے لیے ان پر ایک درجہ (فوقیت) ہے ۔

(ج) وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَالِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ (البقرہ:۲۳۱)

عورتوں کو ستانے اور ان پر ظلم توڑنے کے لیے نہ روک رکھو اور جو ایسا کرتا ہے بلاشبہ اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

یعنی مرد کا فرض ہے کہ وہ عورت کے حقوق کو ادا کرتے ہوئے اس کو اپنے گھر میں آباد رکھے ورنہ اس کو طلاق دے کر شریفانہ طور پر رخصت کر دے ۔ یہ صورت قطعاً جائز نہیں کہ عورت کو معلق چھوڑ دیا جائے ۔

(د) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیر کم خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلی ۔(ترمذی)

یعنی تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے لیے بہتر ہو اور میں تم میں سب سے بہتر

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

ہوں اپنے اہل خانہ کے لیے۔

اس روایت میں پارسائی اور نیکی کا ایک واضح معیار اور کھلی ہوئی کسوٹی بیان کی گئی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جو مرد اپنی شریک زندگی اور رفیقہ حیات سے نباہ نہیں کر سکتا، اس سے کیسے توقع رکھی جا سکتی ہے کہ وہ دوسروں سے ہمدردی اور حسن سلوک سے پیش آئے گا۔

عورت کی ذمہ داریاں:

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ ۔ نیک عورتیں فرماں بردار غیب کی محافظ ہیں (النساء:۳۴)

الف ۔ حفظ للغیب ۔ اس سے مراد اس چیز کی حفاظت کرنا ہے ۔ جو شوہر کی ہو اور اس کی غیر موجودگی میں عورت کے پاس بطور امانت رہے ۔ اس میں شوہر کے نسب ، عزت ، مال ، اولاد اور رازوں کی حفاظت سب کچھ آجاتا ہے ۔

(ب) شوہر کی اطاعت: یہ مرد کا حق ہے جس کا ادا کرنا عورت پر لازم آتا ہے الا یہ کہ مرد کسی ایسی بات کا حکم دے ۔ جو شریعت کے خلاف ہو ۔ حدیث میں ہے کہ عورت شوہر کے گھر میں سے اس کی اجازت کے بغیر صدقہ نہ کرے ۔ اگر اس نے ایسا کیا تو ثواب مرد پائے گا اور عورت گنہ گار ہوگی اور عورت اس کے گھر سے بغیر اس کی اجازت کے نہ نکلے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ کوئی عورت شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے ۔

ان روایات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ شوہر کی اطاعت کی حدود کیا ہیں ۔ آج مسلمان خود ساختہ رسوم اور غیر شرعی پابندیوں سے آزاد ہو کر سادگی کے ساتھ مندرجہ بالا ہدایت پر عمل کریں گے تو گھر کی زندگی ان کے لیے جنت کا نمونہ بن سکتی ہے ۔

زوجین کے لیے دعا:

نکاح ہو جانے کے بعد دولہا دلہن کو یہ دعا دینی چاہیے

بارک اللہ علیکما وجمع بینکما فی خیر (بخاری)

اللہ تم پر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں کے درمیان بھلائی میں اتفاق پیدا کرے

نکاح کی شرطیں:

نکاح کی شرطوں میں سے ایجاب و قبول ہے ۔ خواہ ایجاب مرد کی طرف سے ہو اور قبول عورت کی طرف سے یا ایجاب عورت کی طرف سے ہو اور قبول مرد کی طرف سے ۔ جیسے مرد کہے ۔ میں

علم و فن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابو زرعہ)

نے تم سے نکاح کرلیا۔ عورت کہے میں نے قبول کرلیا۔ یا عورت کہے کہ میں نے اپنے کو تمہاری زوجیت میں دیا اور مرد کہے میں نے قبول کیا۔

یہ ایجاب وقبول زوجین کے اولیاء اور وکلاکی طرف سے بھی ہوسکتا ہے مثلاً لڑکی کا والد کہے کہ میں نے اپنی فلاں لڑکی تمہارے لڑکے کے عقد میں دی اور لڑکے کا ولی کہے کہ میں نے اپنے لڑکے کے لیے قبول کی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک طرف سے اصیل ہو اور دوسری طرف سے وکیل یا ولی یا ان کا عکس لیکن یہ بات ضروری ہے کہ جن الفاظ سے ایجاب وقبوکیا گیا ہو زمانہ گزشتہ پر دلالت کرتے ہوں یعنی ماضی کے صیغہ کے ساتھ بولے گئے ہوں۔ آنے والے زمانے کے لیے بولے جانے والے الفاظ نہ ہوں یا ایک صیغہ ماضی کا ہو اور دوسرا امر کا جیسے کوئی یوں کہے کہ اپنا نکاح مجھ سے کرلے یا یوں کہے تو میری بیوی بن جا یا ہو جا اور اس کے جواب میں عورت کہے کہ میں نے تجھ کو قبول کرلیا یا یوں کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کرلیا یا یہ کہے کہ میں تیری بیوی بن گئی۔ تو ان سب صورتوں میں ایجاب وقبول صحیح ہوکر نکاح درست ہوجاتا ہے۔

ایجاب وقبول کس کو کہتے ہیں:

اصطلاح شرع میں عاقدین میں سے کسی ایک کے پہلے جملے کو ایجاب کہتے ہیں اور دوسرے کو قبول۔ لیکن ایجاب وقبول میں جو الفاظ استعمال کیے جائیں یا تو وہ ایسے ہوں کہ جن کا تلفظ ادا کرنے میں نکاح کا مفہوم بغیر کسی اور مفہوم کے تصور میں آجائے یا ایسے الفاظ ہوں کہ وضع کیے گئے ہوں کسی دوسرے معنی کے لیے لیکن نکاح کے لیے بھی ان کا استعمال صحیح ہوسکے اور بہ نیت نکاح اس موقع پر استعمال کیے گئے ہوں۔

صریح الفاظ پہلی قسم کے الفاظ کو صریح بولتے ہیں۔ جیسے الفاظ تزویج اور نکاح کنایہ کے الفاظ دوسری قسم کے الفاظ کو الفاظ کنایہ کہتے ہیں جیسے تملیک، ہبہ، صدقہ عطا مثلاً یوں کہے کہ میں نے تجھ کو اپنا مالک بنایا یا یوں کہے کہ میں نے اپنے کو تجھے دے دیا یا صدقہ کردیا۔ تو اگر نکاح کی نیت سے یہ الفاظ کہے جائیں تو نکاح صحیح ہوجاتا ہے اور اگر مجلس نکاح نہ ہو یا نکاح کی نیت نہ ہو تو صحت نکاح کا حکم نہ ہوگا مثلاً زید کہے میں نے اپنی لڑکی عمرو کے لڑکے کو دی اور عمرو کہے میں میں نے اپنے لڑکے بکر کے لیے قبول کی تو اگر وہ مجلس نکاح کے لیے منعقد ہوئی ہو تو نکاح کے جائز و صحیح ہونے کا حکم ہوگا۔

صحت نکاح کے لیے شاہدوں کا ہونا ضروری ہے:

صحت نکاح کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ ایجاب وقبول کم از کم دو مرد مسلمان یا ایک مرد اور دو عورت مسلمان سامنے ہو۔ اگر ایجاب وقبول پایا گیا لیکن کم از کم دو مرد یا دو عورت اور ایک مرد کے

سامنے نہ ہوا تو نکاح صحیح نہیں ہوگا۔

گواہ کا مسلمان ہونا ضروری ہے:

اسی طرح اگر مسلمانوں کے نکاح میں گواہ مسلمان نہ ہوں تو نکاح صحیح نہ ہوگا گواہوں کا ایجاب و قبول سننا ضروری ہے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ ایجاب و قبول اور گواہوں کا ایجاب و قبول کو سننا ایک ہی مجلس میں ہو۔ اگر گواہوں نے دونوں کے الفاظ کو نہ سنا تو نکاح نہ منعقد ہوگا۔ یا ایک نے ایک مجلس میں اور دوسرے نے دوسری مجلس میں سنا جب بھی نکاح صحیح نہ ہوگا۔

عاقدین کا ایک دوسرے کے کلام کو سننا ضروری ہے:

یہ بھی ضروری ہے کہ ایجاب و قبول کرنے والے (یعنی عاقدین یا ان کے کارکن) خود بھی دونوں ایک دوسرے کے کلام کو سنیں۔

عاقدین کا عاقل و بالغ ہونا:

یہ بھی شرط ہے کہ عاقدین عاقل و بلغ ہوں۔

زوج اور زوجہ کا متعارف ہونا شرط ہے:

زوج اور زوجہ دونوں معلوم اور متعین ہوں یعنی شاہدین دونوں کو ایک طرح جانتے ہوں کہ فلاں کا نکاح فلاں سے ہورہا ہے۔ اگر وہ دونوں سے واقف نہ ہوں تو نکاح صحیح نہ ہوگا۔ مثلاً ایک شخص کی دو لڑکیاں ہیں اس نے ایجاب و قبول میں کہا کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح فلاں سے کرتا ہوں اور اس نے قبول کرلیا تو نکاح ان دونوں لڑکیوں میں سے کسی ایک کا بھی صحیح نہ ہوگا کیوں کہ کوئی ایک لڑکی متعین نہ ہوسکی البتہ ایک لڑکی اس کی کسی غیر کی منکوحہ ہو اور دوسری کنواری تو اس صورت میں نکاح منعقد ہوجائے گا۔

مستحبات نکاح

(۱) خطبہ نکاح پڑھنا

(۲) مسجد میں کرنا

(۳) جمعہ کے دن کرنا

(۴) مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو دیکھنا

(۵) نکاح کو شہرت دینا

۶) کنواری عورت سے کرنا

طلاق :

عورت اور مرد کی باہمی رضامندی سے شرعی قاعدے کے مطابق مخصوص الفاظ کے ذریعے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوجانے کو "عقد نکاح" کہتے ہیں اور اس رشتے کو مخصوص الفاظ کے ذریعہ شرعی ضابطے کے مطابق ختم کردینے اور کاٹ دینے کو "طلاق" کہتے ہیں۔

اسلام میں نکاح کے جو تقاضے ہیں، اس پر اگر ٹھیک ٹھیک عمل کیا جائے تو شاید ہی طلاق کی نوبت آئے۔ طلاق کی حیثیت ایک اہم فیصلے کی ہے، اس لیے یہ فیصلہ کن قدم اٹھانے سے پہلے مسئلے کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر عورت میں ایک خرابی ہوگی تو اس کے مقابلے میں اس میں خوبی بھی ہوگی اور ہوسکتا ہے کہ خوبی کا پہلو وزنی ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

لا یفرک مومن مومنہ ان کرہ منھا خلقا رضی منھا اخر (مسلم)

مومن (شوہر) مومنہ (بیوی) سے بغض نہ رکھے، نفرت نہ کرے۔ اگر اس کی ایک خصلت و عادت ناپسندیدہ ہوگی تو دوسری خصلت پسندیدہ ہوسکتی ہے۔

طلاق کے نتیجے میں جو مسائل پیدا ہوجاتے ہیں ان پر غور کرلینا چاہیے۔

۱۔ اگر دونوں صاحب اولاد ہوں تو اولاد کی پرورش کا مسئلہ پیدا ہوجاتا ہے اور والدین کی جدائی کا بچوں پر برا اثر پڑتا ہے۔

۲۔ میاں بیوی کے گہرے میل ملاپ کے بعد جدائی سخت پریشانی کا باعث بن جاتی ہے اور دل بھی زخمی ہوجاتے ہیں۔

۳۔ بیوی کے لیے گزر بسر کا مسئلہ پیدا ہوجاتا ہے۔ خاص طور سے ہمارے ملک میں جہاں معاشی حالات خراب چلے آرہے ہیں۔ ایک عورت کو طلاق کی صورت میں جن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔

۴۔ بسا اوقات عورت کے لیے دوسرا نکاح مشکل ہوتا ہے اور اسے کو تجرد کی زندگی گزارنی پڑتی ہے۔

طلاق کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ان نتائج کو نظر انداز کرکے طلاق کا حق استعمال کرنا دانشمندی کی بات نہیں ہے۔ لیکن آپس کی ناچاقی کی بناء پر مرد کو طلاق دینا ہو تو آخری فیصلہ کرنے

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہوجاتا

سے پہلے حکم ہے کہ ایک دو آدمی لڑکے کی طرف سے اور ایک دو لڑکی کی طرف سے جمع ہوں اور باہم مل کر کوئی ایسی صورت نکالیں کہ باہم صلح ہوجائے اور طلاق کی نوبت نہ آئے اور خدا نخواستہ اگر پھر بھی سمجھوتانہ ہوسکے اور طلاق ناگزیر معلوم ہو تو طلاق کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

طلاق کا صحیح طریقہ:

طلاق دینے کا فیصلہ کرنے کی صورت میں مرد کو چاہیے کہ وہ طلاق دینے کا شرعی طریقہ اختیار کرلے۔ طلاق کا شرعی اور مسنون طریقہ یہ ہے:

۱۔ صرف ایک طلاق دی جائے۔ یعنی شوہر بیوی سے کہے کہ میں نے تجھے طلاق دی اتنا کہہ دینے سے اس پر طلاق واقع ہوجائے گی بس اتنا کہنے پر اکتفا کرے۔

۲۔ طلاق دو عادل گواہوں کی موجودگی میں دی جائے۔

۳۔ طلاق حالت طہر میں (یعنی ماہ واری کے بعد پاکی کی حالت) میں دی جائے، جس میں شوہر نے مجامعت نہ کی ہو۔

۴۔ طلاق دینے کے بعد عورت کو عدت گزارنی ہوگی۔ عدت تین ماہ واری تک ہے، لیکن حاملہ کی عدت وضع حمل تک ہے۔ اگر عورت کو ایام نہ آتے ہوں تو اس کی عدت تین قمری ماہ ہے۔ عدت کے اندر مرد رجوع کرسکتا ہے۔ رجوع کے لیے صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے رجوع کرلیا۔ رجوع دو عادل گواہوں کی موجودگی میں کیا جائے۔

۵۔ رجوع نہ کرنے کی صورت میں عدت گزرتے ہی عورت مرد سے جدا ہوجائے گی، لیکن یہ بائن غیر مغلظہ طلاق ہوگی۔ اگر مرد اور عورت دونوں چاہیں تو دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں۔

قرآن اور حدیث کی رو سے طلاق کا یہ صحیح اور بہتر طریقہ ہے اس صورت میں مرد کو غور و فکر کا کافی موقع مل جاتا ہے اور پچھتانے کی نوبت نہیں آتی۔

طلاق دینے کا غلط طریقہ:

لیکن لوگ شرعی احکام سے ناواقفیت کی بناء پر اور جذبات سے مغلوب ہوکر بیک وقت تین طلاقیں دے بیٹھتے ہیں اور بعد میں پچھتاتے ہیں۔

طلاق کا یہ طریقہ خلاف شریعت ہے۔ ایسی طلاق کو طلاق بدعی کہتے ہیں۔ بیک وقت تین طلاقیں دے دینے کی صورت میں علماء اہل حدیث کے نزدیک صرف ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے۔ اور عدت کے اندر شوہر کو رجوع کا حق رہتا ہے۔ مطابق حدیث ابن عباس (مسلم) و حدیث رکانہ (احمد)

اور چاروں ائمہ کے نزدیک تینوں طلاقیں پڑجاتی ہیں اور رجوع کرنے کا موقع ختم ہوجاتا ہے۔ ایسی حالت میں بعض لوگ حلالے کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ جو غیرت کے منافی اور اسلامی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک نشست میں تین طلاقیں دینے والے کو درے مارا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ کیا اللہ کی کتاب سے کھیل اور مذاق کرتا ہے؟

ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک وقت میں تین طلاقیں دے ڈالیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا تو آپ سن کر غصے کے مارے کھڑے ہوگئے اور فرمایا کیا: "اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جارہا ہے؟ جب کہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں"۔

مطلقہ عورت کا گھر سے نکلنا:

اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مطلقہ (رجعیہ) عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں یعنی نہ مرد غصے میں آکر عورت کو گھر سے نکال دے جیسا کہ جاہل مردوں کو دیکھا گیا ہے اور نہ عورت ہی بگڑ کر گھر چھوڑ دے جیسا کہ جاہل عورتوں کو دیکھا گیا ہے۔ اس کو عدت تک گھر میں رہنے کا حق ہے اسی گھر میں دونوں کو رہنا چاہیے۔

اس حکم میں مصلحت یہ ہے کہ طلاق رجعی کے بعد دونوں میں میاں بیوی بنے رہنے کی جو گنجائش باقی ہے، اس سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔ جس وجہ سے طلاق ہوئی ہے، اس پر مرد بھی غور کر کے نادم ہوسکتا ہے اور رجوع کرسکتا ہے اور عورت بھی اپنی غلطی کے بارے میں سوچ سکتی ہے اور شوہر کو منانے کی تدبیریں سوچ کر عمل میں لاسکتی ہے۔ اپنی غلطی کی معافی مانگ سکتی ہے۔ بناؤ سنگار کر کے مرد کو اپنی طرف مائل کرسکتی ہے۔ دونوں ایک گھر میں رہیں گے تو تین مہینے تک یا تین حیض آنے تک یا حمل کی صورت میں بچہ پیدا ہونے تک اس کے بہت سے موقعے آسکتے ہیں کہ وہ پھر میاں بیوی بن جائیں۔

اگر مرد غصے میں آکر نکال دے گا تو گنہگار ہوگا اور اگر عورت خود جائے گی تو وہ بھی گنہگار ہوگی اور جو کھانا کپڑا وغیرہ اس کا حق ہے اس سے بھی محروم ہوجائے گی۔

گھر سے نکلنے کا ٹھیک طریقہ:

اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ عدت ختم ہونے پر بھلے طریقے سے عورت کو گھر سے رخصت کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مہر یا اس کا کوئی حصہ باقی ہے تو اسے دے دو اور اگر تم کو اللہ نے کچھ زیادہ دینے کی توفیق دی ہے تو کچھ اور دے دو اور کچھ اور دینے کا ذکر سورہ بقرہ کی آیت ۲۵ میں ہے اور سورہ احزاب میں بھی۔

عدت کے دنوں میں عورت کہاں رہے؟

اللہ تعالی کا حکم ہے کہ مطلقہ عورت رجعیہ کو عدت کے دنوں میں اسی جگہ پر رکھو، جہاں تم رہتے ہو۔ جیسی بھی تمہارے پاس جگہ ہے۔ اس زمانے میں تم ان کو ستاؤ نہیں کہ وہ بے چاری پریشان ہو کر بھاگ جائیں۔

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان دنوں میں اس کے کھانے پینے کی ذمے داری کس پر ہے؟ جواب یہ ہے کہ یہ ذمے داری مرد پر ہے۔ جو اس کی حیثیت ہے اس کے مطابق دے۔ وجہ یہ ہے کہ عدت کے دنوں میں ہوسکتا ہے کہ وہ رجوع کرلے۔

رہی تین طلاقیں دینے کی صورت تو علماء اہل حدیث کے نزدیک حدیث فاطمہ بنت قیس جو مطلقہ ثلثہ باطہار ثلثہ تھیں " لانفقه لک ولا سکنی (مسلم) کے مطابق مطلقہ بتوتہ کے لیے شوہر پر نہ نفقہ ہے نہ سکنی البتہ حنفیہ کے نزدیک اس صورت میں بھی مرد پر یہ ذمے داری ہے کہ وہ عدت تک اسے اسی گھر میں رکھے اور نان ونفقہ دے۔ اگر کوئی مرد نان ونفقہ سے بچنے کے لیے اسے پریشان کرے گا تاکہ وہ پریشان ہو کر چلی جائے، تو مرد سخت گناہ گار ہوگا۔

رضاعت کا مسئلہ:

عورت کے سلسلے میں یہ بات صاف صاف اللہ نے فرمادی ہے کہ اگر وہ حاملہ ہو تو اس پر اس وقت تک خرچ کرتے رہو جب تک بچہ پیدا نہ ہوجائے۔ رہی یہ بات کہ اس بچے والی کو تو طلاق ہوگئی ہے تو اب بچے کے خرچ کا معاملہ اور بچے کے دودھ پلانے کا مسئلہ سامنے ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان یہ ہے کہ اگر وہ ماں بچے کو دودھ پلائے تو اسے اجرت دو اور یہ اجرت آپس میں طے کرلو۔ اللہ کے اس حکم سے علماء نے یہ قانون نکالا ہے۔

۱۔ عورت اپنے دودھ کی مالک ہے

۲۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد وہ اب بچے کی باپ کی بیوی نہ رہی تو وہ مجبور نہیں کہ بچے کو دودھ پلائے

۳۔ بچے کا باپ بھی مجبور نہیں ہے کہ بچے کی ماں ہی سے اسے دودھ پلوائے

۴۔ اگر باپ اس سے دودھ پلوانا چاہے اور وہ بھی راضی ہو تو دودھ پلائے اور اجرت لے

۵۔ بچے کا خرچ باپ برداشت کرے گا

۶۔ بچے کو دودھ پلانے کی پہلی حق دار ماں ہے، دوسری عورت سے دودھ پلانے کا کام اسی

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

وقت لیا جاسکتا ہے جب کہ ماں راضی نہ ہو

۷۔ اگر ماں اتنی ہی اجرت مانگے جتنی اجرت دوسری عورت مانگتی ہے، تو پھر ماں زیادہ حق دار ہے کہ دودھ پلائے

۸۔ اگر دوسری عورت دودھ پلانے کے لیے نہ مل سکے تو ماں کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ دودھ پلائے اور چند شریف لوگ اجرت طے کریں گے۔ جو دونوں کے لیے قابل قبول ہو

۹۔ بچے کے ماں باپ ایک دوسرے کو پریشان نہ کریں۔ ایک نزاکت یہ ہے کہ ماں کی مامتا چاہتی ہے کہ وہی دودھ پلائے۔ اب اس کی مامتا سے فائدہ اٹھا کر باپ کہے کہ میں تو اتنی (یعنی کم) اجرت دوں گا تو وہ ایسا نہ کرے اسی طرح عورت کے لیے اللہ کا یہ حکم ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اجرت مانگ کر بچے کے باپ کو پریشان نہ کرے۔

مطلب یہ ہے ایک دوسرے کو پریشان کرنا بھلے آدمیوں کا کام نہیں ہے

خلع:

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ (البقرہ:۲۲۹)

اگر تم کو ڈر ہو کہ وہ دونوں (میاں بیوی) اللہ کی قائم کی ہوئی حدود پر قائم نہ رہیں گے تو ان دونوں پر اس بارے میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر چھٹکارا حاصل کرے۔

اس آیت میں یہ بات کہی گئی ہے کہ اگر عورت کے لیے شوہر کے ساتھ نباہ کرنا اس کی برداشت سے باہر ہو جائے تو وہ اپنے شوہر کو کچھ دے کر اس سے چھٹکارا پالے اسی کو شریعت میں خلع کہتے ہیں۔ اسلام نے عورت کو یہ حق دیا ہے۔

خلع کی رقم:

عورت اپنا دین مہر معاف کر کے یا لیا ہوا مہر واپس کر کے خلع لے سکتی ہے۔ مرد نے عورت کو جو رقم، زیور یا جائداد دی ہے، اس سے زیادہ عورت سے نہیں دلایا جائے گا۔

خلع اور طلاق میں فرق:

خلع میں اور مرد دوسرے وقتوں میں جو طلاق دیتا ہے، اس سے میں یہ فرق ہے کہ اگر مرد کبھی ایک یا دو طلاق دے تو اسے حق ہوتا ہے کہ عدت کے اندر (تین حیض آنے کے اندر) اسے پھر بیوی بنالے لیکن خلع میں مرد کو یہ حق نہیں رہتا کہ وہ اپنی مرضی سے عورت کو بیوی بنا سکے کیوں کہ یہ

علیحدگی تو عورت نے ایک رقم دے کر حاصل کی ہے اور اس میں عورت کی مرضی کو دخل ہے۔ اب عورت مجبور نہیں ہے۔ ہاں اگر خلع کی عدت کے اندر میاں بیوی آپس میں راضی ہوجائیں تو ان کا پھر نکاح ہوسکتا ہے۔

خلع کی عدت:

عام طلاقوں میں تو عدت کی مدت تین حیض ہیں لیکن خلع کی مدت صرف ایک حیض ہے تاکہ یہ یقین ہوجائے کہ عورت کے پیٹ میں بچہ ہے یا نہیں؟ جب عورت کو ایک حیض آجائے تو عدت ختم۔ اس عدت کے اندر میاں بیوی راضی ہوجائیں تب ہی دونوں میں نکاح ہوسکتا ہے ورنہ وہی قانون لاگو ہوگا جو طلاق بائن کے بعد کا ہے۔

علماءِ کرام واہلِ قلم سے التماس

جناب کے علم میں ہے کہ پرانے اور چلتے چلاتے موضوعات پر لکھنے والوں کی کمی نہیں، جدید دور کے تقاضوں کے مطابق نئے اور اچھوتے موضوعات پر مواد کی ضرورت میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔ علمی و تحقیقی مضامین لکھ کر عصر حاضر کی ضرورت کو پورا کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ دیوبندی بریلوی، شیعہ سنی اور دیگر مسلکی وگروہی اختلافات پر مشتمل رسائل ومضامین کے انبار ہیں، مگر مثبت لٹریچر نایاب یا بمشکل تمام ہی دستیاب ہے۔ ہماری اہلِ قلم سے درخواست ہے کہ حسبِ ذیل ودیگر جدید موضوعات پر مضامین تحریر فرمائیں اور اپنا زورِ قلم علم وتحقیق کی روشنی میں مثبت مواد کی فراہمی میں صرف فرماکر مجلہ فقہِ اسلامی سے تعاون فرمائیں۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔

۱۔ مختلف ممالک میں مسلم جہادی تنظیموں کے فدائی حملوں اور دیگر کاروائیوں کی شرعی حیثیت

۲۔ پیولنٹ فنڈ سے استفادہ اور اس کے استعمالات کی شرعی حیثیت ......

۳۔ عالم اسلام میں یہودی وعیسائی مشنری تنظیموں کی سرگرمیوں کے حوالہ سے علماء ودین مدارس کی ذمہ داریاں اور ان کے پھیلائے ہوئے جال کے توڑ کی تجاویز؟

۴۔ اسلام پر دہشت گردی کا الزام عائد کرنے والے منفی لٹریچر کا تنقیدی مطالعہ اور تدارک کی تدبیر؟

۵۔ عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق فقہی مواد کی تشکیل جدید کی صورت گری؟

۶۔ گزشتہ سو برس میں علم فقہ پر ہونے والے اجتہادی کام کا جائزہ

۷۔ گزشتہ صدی کے پاکستانی سنی علماء کی فقہی خدمات کا ایک مفصل جائزہ

۸۔ جدید فقہی مسائل پر گزشتہ سو برس میں لکھنے والے پاکستانی علماء اور ان کی تالیفات کا تنقیدی جائزہ۔

۹۔ عصر حاضر میں تقلید اور اجتہاد کی حدود کا تعین اور اجتماعی اجتہاد کے امکانات کا جائزہ

۱۰۔ انقلاب ماہیت، انٹرنیٹ، زکوۃ، جبری شادی

۱۱۔ صحیح العقیدہ اسلامی ویب سائٹس Websites کا انڈکس اور ان میں موجود مواد کا تنقیدی جائزہ

۱۲۔ انٹرنیٹ پر موجود مخالفِ اسلام مواد کی نشاندہی اور اس کا تدارک

۱۳۔ گزشتہ صدی میں قائم ہونے والے مدارس عربیہ اسلامیہ کی عمومی خدمات کا تاریخی جائزہ

۱۴۔ قیام پاکستان سے اب تک دینی مدارس کے فارغ التحصیل علماء کی قابلِ ذکر ملکی وملی، دینی، سیاسی، اور بین الاقوامی خدمات کا جائزہ۔ (نور احمد شاہتاز)

یومِ آزادیٔ پاکستان مبارک ہو

اے اللہ پاکستان کو اپنی حفظ و امان عطا کر اور

مشکل حالات سے جلد چھٹکارا عطا فرما (آمین)

(Moulana) Abdun Nabi Hamidi

Markaz Haq Bahoo, Crown mines. R.S.A.

ACHIEVEMENTS :

- Provides employment for approx. 155 personnel to maintain and supervise Non-Muslim Owned (NMO's) establishments that carry the NIHT certification.
- Established a full time team of Halaal Inspectors countrywide to maintain NIHT Halaal Standards.
- In conjunction with the **National Association of Muslim Meat Traders (NAMMTRA)** certifies in excess of 92% of the major abattoirs countrywide.
- To eradicate insinuations of monetary gains from Halaal certification. the executive of the NIHT & NAMMTRA offer its services gratis ***(free of charge)*** to the Trust.

Gained the support and confidence of the Muslim Business and Consumer.